

ازواجِ مطہرات کی مرویات کی روشنی میں اجارہ سے متعلق فقہی مسائل کا تحقیقی جائزہ

Research Review of latest Jurisprudential issues of lease in the light of the Narrations of the Rasool (PBUH)

Hina Naz

Ph.D Research scholar, Department of Arabic and Islamic Studies, The university of Faisalabad.

Email: naz8075@gmail.com. ORCID ID (000-0002-6651-4165)

Dr. Muhammad Ramzan Najam Barvi

Assistant professor, Department of Arabic and Islamic Studies, The university of Faisalabad.

Email: Muhammad.ramzan@tuf.edu.pk. ORCID ID (0000-0001-7479-5801)

Received on: 07-01-2022

Accepted on: 08-02-2022

Abstract

A lease is a contract that is required to be offered to almost every human being in order to achieve various benefits and advantages. Comes The importance of monopolies in economic growth and prosperity cannot be underestimated. Islam, like all other spheres of life. Detailed and clear instructions are also given in this article. In which the rights of both the employer and the employee are taken into consideration and moderation and. There is also balance. The monopoly is proved by the Quran, the Sunnah of the Prophet and the gathering of the ummah and the characteristic of the employee is mentioned in these words. (القصص 26:28) {إِنَّ خَيْرَ مَنْ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ}. It is better to acquire the trustworthy power of trust. "The best employee you can hire is the one who is strong and honest." In this blessed verse, two attributes of workers are mentioned. One is strength and ability and the other is honesty and integrity. Do not take responsibility for the work and work for the righteous people is not a shame and disgrace, but the distance of meters has been shaved by the prophets. It is a matter of wages and in view of the importance of lease it has been needed in every age and people have been doing each other's work from the first day. In this case, the gains are greater and the fear of losses is less, because in Islam, the rights and duties of the employer as well as the employer are defined so that one of the two can fulfill his duties. Do not be negligent. In the light of narrations, guidance is given in other areas of life. In the same way, various aspects will be clarified in the light of the hadiths of Ayesha.

Keyword: Lease, Monopolies, Consideration, Moderation, Attributes, Righteous

اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات کے بعد نظام زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے انسان کی فطرت اور ساخت ایسی بنائی کہ وہ اپنی زندگی میں باہمی تعاون اور معاملاتی لین دین کے محتاج ہیں۔ ہر فرد اور طبقہ کی ضرورت دوسرے سے وابستہ ہے اور انسانوں کی رہنمائی کے لیے آخری الہامی کتاب میں

واضح ہدایات موجود ہیں۔ اس میں ایک طرف روحانی اور اخلاقی معاملات کے بارے میں تعلیمات موجود ہیں تو دوسری طرف اجتماعی زندگی کے بارے میں بھی بنیادی رہنمائی فراہم کی گئی ہیں۔ اجتماعی زندگی کا ایک اہم شعبہ انسان کی معاشی اور اقتصادی زندگی ہے جس کی بقا کے ساتھ ہی انسان کی بقا ہے اور اسی پر انسان کی مادی زندگی کا دار مدار ہے۔ مادی وسائل اور اسباب کا حصول معاشی سرگرمیوں پر موقوف ہے۔ قرآن حکیم میں جا بجا ایسی ہدایات موجود ہیں جو معاشی نوعیت کی ہیں۔ اسلام اور معیشت کے مابین روزِ ازل سے ہی ایک گہرا تعلق موجود ہے۔ یوں تو اللہ کے ہر پیغمبر نے اللہ کی بھیجی ہوئی شریعت میں انسان کی معاشی زندگی اور معاشی سرگرمیوں کے بارے میں ہدایات دی ہیں اور معاشی زندگی کو بہتر، مضبوط اور عادلانہ بنانے کی کوشش کی ہے لیکن اسلام کا ان معاملات سے نسبتاً زیادہ قریبی گہرا اور بھرپور تعلق رہا ہے۔ معاشی معاملات میں اجارہ کو ایک بنیادی مقام حاصل ہے کیونکہ اجارہ کے بغیر معاشی ڈھانچہ کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔

لغوی اعتبار سے اجارہ اجیر سے مشتق ہے جس کے معنی معاوضہ، اجرت اور مزدوری کے ہیں۔

”اجارہ اس معاملہ کو کہا جاتا ہے جس میں ایک فریق کی طرف سے منفعت کی پیشکش ہو اور دوسرے کی طرف سے معاوضہ اور اجرت کی۔“ (1)

مثلاً ایک شخص کی طرف سے مکان ہو جس میں رہنے کی اجازت دی جائے اور دوسرے کی طرف سے اس کا کرایہ ادا ہو تو یہ ”اجارہ“ کہلائے گا۔ اجارہ کے جائز ہونے پر تقریباً تمام فقہاء اسلام کا اتفاق ہے۔ (2) فقہ کی اصطلاح میں کسی معلوم شے سے معینہ منافع حاصل کرنے کو اجارہ کہا جاتا ہے۔ لغت میں ایجار سے مراد کرایہ پر دینا، اسیتجار کرایہ پر لینا، آجروہ شخص ہے جس نے کوئی چیز اجارہ کی ہو جب کہ مستاجر وہ شے ہے جو اجارہ کی جائے اُسے ماجور بھی کہتے ہیں اجیر وہ شخص ہے جس نے اپنی ذات کو اجرت کے بدلے میں اجارہ کیا ہو۔ اسلام نے دوسرے شعبہ ہائے زندگی کی طرح اس شعبہ میں بھی مفصل اور واضح ہدایات دی ہیں جس میں آجروہ مزدور دونوں ہی کے حقوق کی رعایت بھی ہے اور اعتماد و توازن بھی ہے سب سے پہلے اسلام نے مزدوروں کو ایک بلند مقام اور منصب کا حامل قرار دیا۔ حضرت موسیٰ نے آٹھ یا دس سال تک حضرت شعیب علیہ السلام کی مزدوری کی۔ حضرت داؤد اپنے ہاتھوں کی کمائی ہی کھایا کرتے تھے۔ حلال روزی کی تلاش میں محنت و کاوش کا عند اللہ پورے ایک سال امام عادل کے ساتھ جہاد سے افضل قرار دیا۔ (3) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے:

((مابعث اللہ نبیا الارعی الغنم، فقال اصحابہ: وانت؟ فقال: (نعم کنت ارعاها علی قرابط لاهل مکة))، (4)

”اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں اس پر آپ ﷺ کے صحابہ نے پوچھا، کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا کہ ہاں کبھی میں مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کی تنخواہ پر چرایا کرتا تھا۔“

اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بکریاں چرانا ایک حلال پیشہ ہے اور یہ پیشہ پیغمبری ہے اور ہاتھ سے کمانا ایک پاکیزہ عمل ہے اور اسلام میں مزدوروں کو ایک معزز اور موثر مقام حاصل ہے اور دوسرے پیشوں اور طبقوں سے ان کی حیثیت کم نہیں ہے۔ اجارہ میں سب سے بنیادی اور اولین چیز اجرت کی مقدار کا تعین ہے۔ شریعت اسلامی میں اجرت سے مراد ہے: ”معلوم مدت یا عمل کے لیے کسی متعین یا واجب

الادایسی چیز ہے جس کی ذات یا صفات معلوم ہوں فائدہ حاصل کرنے اور نقدِ رقم کی صورت میں اس کی اجرت ادا کرنے کے معاہدہ کا نام اجارہ ہے۔“ (5)

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا} (6)

”موسیٰ کہنے لگے: اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے لیتے۔“

اس آیتِ مبارکہ میں اجرت کا ذکر کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے غلاموں کے سلسلہ میں ہداییت دی ہیں: ”وہ تمہارے بھائی ہیں جن کو خدا نے تمہارے ماتحت رکھا ہے لہذا خدا نے جس کے ماتحت اس کے بھائی کو کیا ہو اس کو چاہیے کہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھلائے جو خود پہنے وہی اس کو پہنائے اس کو ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو اس کے لیے دشوار ہو اور اگر ایسے کام کی ذمہ داری سونپ ہی دے تو پھر اس کی مدد کرے۔“ (7) پیغمبرِ اسلام اور ان کے اصحاب کا اس ہدایت پر مکمل عمل تھا۔ ان کے غلام اور خدام ان کے ساتھ وہ کھانا کھاتے تھے جو وہ خود کھایا کرتے تھے، غلاموں اور ان کے مالکوں کے کپڑے ایک ہی معیار کے ہوتے تھے، ایک بار ایک ہی قسم کی چادر حضرت ابوذر غفاریؓ اور ان کے غلام اوڑھے ہوئے تھے، ایک شخص نے عرض کیا کہ آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ وہ چادر بھی خود ہی اوڑھ لیں تاکہ اس کا جوڑا ہو جائے اور غلام کو کوئی اور چادر دے دیں۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے اس سے انکار کرتے ہوئے حضور ﷺ کی اس ہدایت کا حوالہ دیا کہ جو خود پہنو وہی اس کو پہناؤ۔ (8) اس سے معلوم ہوا کہ مزدوروں اور ملازمین کی اجرت اس قدر ہونی چاہیے کہ کم از کم خوراک، پوشاک اور اہل و عیال کی کفالت کے سلسلہ میں انھیں تنگی نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہمارا عامل (ملازم) بنے اسے چاہیے کہ بیوی حاصل کرے، خادم نہ ہو تو ایک خادم رکھ لے اور مکان نہ ہو تو ایک مکان فراہم کرے۔ (9) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ”حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد فرمایا: میرا ذریعہ معاش میرے اہل و عیال کے لیے کافی تھا۔ اب میں مسلمانوں کے کام میں مشغول کر دیا گیا ہوں، اس لیے ابو بکر صدیقؓ کے عیال اسی سرکاری مال میں سے کھائیں گے اور ابو بکر مسلمانوں کے لیے کام کریں گے۔“ (10) اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جب انسان کسی کے ماتحت کام کرتا ہے تو اس کی جملہ ضروریات کو پورا کرنا اس ادارہ کے ذمہ ہوتا ہے۔ اسلام نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ اجرت کی مقدار پہلے واضح کر دی جائے اور مبہم نہ رکھی جائے۔

((ان رسول اللہ ﷺ ھی استجارة الاجیر بین له اجرہ)) (11)

”رسول اللہ ﷺ نے کسی مزدور سے کام لینے سے منع فرمایا تاکہ اس کی اجرت واضح کر دی جائے۔“

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ کسی کو اس کی مزدوری کم نہ دیتے تھے اور مزدوری جلد از جلد ادا کرنی چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اعطرا لاجیر اجرہ قبل ان یجف عرفہ)) (12)

”مزدور کی اجرت پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔“

فقہاء کے نزدیک اجرت ادا کرنے کی تین صورتیں ہیں یا تو فوراً اجرت قبل از کام اجرت دے دے یا مزدور نے پیشگی مزدوری دینے کی شرط لگا دی ہو یا مزدور اپنے کام کی تکمیل کے ساتھ اجرت لے گا۔⁽¹³⁾ بروقت مزدور کی اجرت ادا کر دینی چاہیے تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”اللہ کا فرمان ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا قیامت میں، میں خود مدعی بنوں گا ایک تو وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا اور پھر وعدہ خلافی کی دوسرا جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔ ((ورجل استاجر اجیراً فاستوفی منه ولم يعطه اجرہ))“⁽¹⁴⁾ اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی کو مزدور کیا پھر کام کیا تو اس سے پورا لیا لیکن اس کی مزدوری ان ہیں دی۔“

اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کی شدید پکڑ کی جائے گی جو کہ دوسروں کے ساتھ نا انصافی کرتے ہیں اور مزدوروں کے حقوق کے سلسلے میں اسلام نے صرف اخلاقی ہدایت ہی سے کام نہیں ہے بلکہ اس کو قانونی تحفظ بھی بخشتا ہے اور حکومت کے لیے مداخلت کی گنجائش رکھی ہے چنانچہ قاضی ابوالحسن ماروردی (م 545ھ) ”مختص“ کے فرائض پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”اگر کوئی شخص مزدور و ملازم (اجیر) پر زیادتی کرے، مثلاً اجرت کم دے یا کام زیادہ لے تو مختص ایسا کرنے سے روکے اور حسب درجہ جات دھمکائے اور اگر زیادتی اجیر کی طرف سے ہو مثلاً کام کم کرے اور اجرت زیادہ مانگے تو اس کو بھی روکے اور دھمکائے اور اگر ایک دوسرے کی بات کا انکار کرے تو فیصلے کا حق حاکم کو ہے۔“⁽¹⁵⁾

اجارہ کی شرائط:

معاملہ اجارہ کے صحیح ہونے کی شرائط درج ذیل ہیں:

- ۱۔ معاملہ اجارہ کے صحیح ہونے کے لیے فریقین کی رضامندی شرط ہے۔
- ۲۔ جو چیز اجارہ پر دی جائے اس کا متعین ہونا ضروری ہے۔
- ۳۔ اجرت (یا قیمت کرایہ) کا معلوم ہونا ضروری ہے۔
- ۴۔ جو چیز کرایہ یا اجارہ پر دی جائے اس کا فائدہ اس طرح معلوم ہو کہ کسی قسم کا نزاع پیدا نہ ہو۔
- ۵۔ جانور (گاڑی) کو کرایہ پر دینے میں مقصد کا تعین ضروری ہے مثلاً سواری کے لیے بار برداری کے لیے، فاصلہ کا تعین اور مدت کا تعین وغیرہ اسی طرح اراضی کے معاملے میں بھی۔ اگر زراعت کے لیے اجارہ ہے تو یہ معلوم ہو کہ کس چیز کی کاشت کی جائے گی یا مستاجر کا حق ہو گا کہ وہ جو چاہے کاشت کرے۔
- ۶۔ اسی طرح اجارہ عمل میں کارگیر سے معاملہ اجرت کرتے وقت عمل کا تعین اور عمل کی کیفیت کا بیان ضروری ہے۔ مثلاً نگریز کے معاملہ میں کپڑا دکھانا، رنگ کا بیان کر دینا اور وقت کا تعین کرنا ضروری ہے۔
- ۷۔ نقل و حمل کے معاملہ اجارہ میں وزن کی مقدار و حجم، منزل مقصود کا تعین و بیان ضروری ہے۔

اجارہ کی مدت:

۱۔ کسی شخص کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنا مال کسی شخص کو ایک مقررہ مدت کے لیے اجارہ (کرایہ) پر دے خواہ یہ مدت قلیل ہو جیسے ایک دن یا طویل ہو جیسے ایک سال۔

۲۔ اجارہ یا کرایہ کی مدت اس وقت شروع ہوگی۔ جو معاملہ طے کرتے وقت بیان کر دی جائے۔

۳۔ اگر معاملہ کے وقت مدت کا ذکر نہ کیا گیا ہو تو مدت معاملہ کے وقت سے شمار ہوگی۔

۴۔ کسی جائیداد کو ایک سال کے لیے کرایہ پر دینا اس تصریح کے ساتھ کہ ہر ماہ اتنی رقم کرایہ کی ہوگی صحیح ہے بالکل اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ پورے سال کی مجموعی رقم بتادی جائے اور ہر ماہ کا کرایہ نہ بتایا جائے۔ ماہانہ کرایہ کی صورت میں مہینہ خواہ ۲۸، ۲۹ دن کا ہو یا ۳۱ دن کا کرایہ برابر ہوگا۔

۵۔ اگر کسی نے مزدور سے یہ معاملہ کیا کہ ایک دن کام کرے تو طلوع آفتاب سے عصر یا مغرب کے وقت تک کام کرے گا۔ اس سلسلہ میں جو طریقہ اس مقام پر رائج ہو گا اس کی پابندی کی جائے گی۔

اجارہ کی صورتیں:

اجارہ کی صورتیں درج ذیل ہیں:

۱۔ اجارہ فاسدہ ۲۔ اجارہ باطلہ ۳۔ اجارہ لازمہ

۱۔ اجارہ فاسدہ:

اجارہ کی اس صورت کو کہتے ہیں جس میں دونوں فریق کی جانب سے ایسی چیز کو معاوضہ اور بدل بنایا جائے جس کو شریعت جائز قرار دیتی ہے لیکن کسی دوسری بات کے پیش آجانے کی وجہ سے وہ معاملہ فاسد ہو جائے۔ مثلاً کرایہ پر دینے والا یہ شرط لگا دے کہ سامان تو میں آج سے کرایہ پر دیتا ہوں لیکن ابھی ایک ہفتہ میں اس سے استفادہ کروں گا۔⁽¹⁶⁾

اجارہ فاسد کا حکم یہ ہے کہ اس میں ”اجرت مثل“ واجب ہوتی ہے یعنی طے شدہ معاملے سے ہٹ کر بازار میں اس کو جو اجرت ادا کی جاتی ہو یہ بھی اس وقت ہے جب دوسرا فریق پہلے فریق کی اس شے سے فائدہ اٹھالے ورنہ تو واجب ہے کہ اس معاملے کو فوراً ہی ختم کر دیا جائے ہے کہ اور فریقین اپنی طرف سے ادا کیے ہوئے معاوضے واپس لے لیں۔⁽¹⁷⁾

۲۔ اجارہ باطلہ:

اجارہ کی اس صورت کو کہتے ہیں جس میں کسی ایسی چیز کی ”اجرت“ پر معاملہ طے پائے جو شرعاً درست نہ ہو، مثلاً نغمہ و سرور اور رقص وغیرہ پر معاوضہ طے پانا یا ز جانوروں کے مادہ جانوروں سے جفتی کرنے کی قیمت وصول کرنا۔⁽¹⁸⁾ اجارہ باطلہ کا حکم یہ ہے کہ اس میں بھی اجرت واجب نہیں ہوتی۔⁽¹⁹⁾

۳۔ اجارہ لازمہ:

اجارہ کی وہ صورت مراد ہے جس میں اجرت ادا کرنے والے شخص کو کسی عذر اور مجبوری کے بغیر تنہا اپنی طرف سے معاملہ کو کالعدم کرنے کا اختیار باقی نہیں رہے اور یہ اس وقت ہو گا جب وہ خود اس شے کو دیکھ چکا ہو، غور و فکر کی کوئی مہلت نہ لی ہو اور نہ بعد میں کوئی ایسا عیب ظاہر ہوا ہو، جس سے اجارہ لینے والے کے لیے استفادہ مشکل ہو جائے۔

اجارہ کی نوعیت:

مجموعی طور پر اجارہ دو قسم کا ہوتا ہے کبھی تو اجرت اور معاوضہ کسی شے سے استفادہ اور نفع اندوز ہونے کا ادا کیا جاتا ہے۔ مثلاً مکان، دکان وغیرہ کا اجارہ اور کبھی کسی آدمی کے عمل اور اس کی صنعت کا مثلاً درزی اور حجام وغیرہ کو کپڑا سینے اور بال تراشنے کی اجرت۔⁽²⁰⁾

عقد اجارہ کا فسخ:

۱۔ اگر شرائطِ اجارہ میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو معاملہ باطل ہو گا۔ مثلاً مجنوں (فاتر العقل) نے یا ایک بچے نے معاملہ کیا ہو تو معاملہ باطل ہو گا۔ لیکن معاملہ کرنے کے بعد پاگل ہو گا تو معاملہ فسخ نہیں ہو گا۔

۲۔ اجارہ باطلہ میں استعمال کی وجہ سے اجرت واجب الادا نہیں ہو گی البتہ اگر مال وقف ہو یا مال یتیم تو اجرت مثل (مروجہ اجرت) لازم آئے گی۔ اس سلسلہ میں مجنوں (پاگل) کا حکم بھی یتیم کے برابر ہے۔

۳۔ اگر اجارہ کے معاملہ کے انعقاد کی شرائط تو پوری ہو رہی ہو لیکن معاملہ اجارہ کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو اجارہ فاسد ہو گا۔

۴۔ اجارہ فاسد (مندرجہ بالا معاملہ) نافذ ہو گا لیکن آج اس میں اجرت مثل (مروجہ نوعیت) کا مالک ہو گا معینہ (یعنی بیان کردہ) اجرت کا مالک نہ ہو گا۔

اجارہ از روئے احادیث عائشہ k:

((عن عائشہ قالت ما ضرب رسول الله ﷺ بيده خادماله قط ولا امرأة ولا ضرب رسول الله ﷺ بيده شيئا قط))⁽²¹⁾

”حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے کسی خادم یا کسی بیوی کو کبھی نہیں مارا اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے کسی پر ضرب لگائی۔“

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کی نرم خوئی کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نہ صرف اپنی ازواج کے ساتھ نرمی برتتے تھے بلکہ آپ اپنے خادموں کا بے پناہ خیال رکھتے تھے بلکہ اپنی ذات مبارکہ سے کبھی کسی کو تکلیف نہ پہنچائی بلکہ دوسروں کا بے پناہ خیال رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے گھر میں جو خادم تھے ان کے ساتھ آپ کا رویہ بہت ہی پر تکلف ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی ان کو نہ جھڑکا اور نہ ہی سخت الفاظ کہے یہاں تک کہ حضرت انس بن مالک نے دس سال نبی پاک کی خدمت کی اور انہوں نے آپ ﷺ کے اچھے رویے گواہی دی بلکہ آپ ﷺ نے آپ کے لیے خیر خواہی کی دعا کی جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انہیں مال و دولت اور طویل عمر سے نوازا۔ حدیث عائشہ میں نبی کریم ﷺ نے

ملازموں، مزدوروں اور خادموں کے حقوق کا تحفظ کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کسی پر ضرب نہیں لگائی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ جو کسی کے ماتحت کام کرتے ہیں ان سے پر شفقت رویہ رکھنا چاہیے تاکہ یہ لوگ دلجمعی سے کام کریں جیسا کہ متذکرہ بالا بحث میں موجود ہے۔ نبی آخر الزمان ﷺ نے غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے ساتھ بیع و شر اور اجارہ میں بھی ان کے لیے ہر ممکن راستے کو ہموار کیا اور ان سے معاملات کو طے کر کے امت کو اس بات کا درس دیا کہ غیر مسلم سے کاروبار کے معاملات کو طے کیا جاسکتا ہے۔ الغرض مزدوروں، خادموں کے ساتھ پر شفقت سلوک کرنا چاہیے تاکہ ان کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔

غیر مسلم سے اجرت کی اجازت:

اسلام میں غیر مسلم لوگوں کو بطور ملازم رکھنے کی اجازت دی گئی ہے اور ان سے حسن سلوک کی تاکید خاص کی گئی ہے۔

((عن عائشة رضه قالت واستاجر رسول الله ﷺ وابوبکر رجلا من بنی الدیل ثم من بنی عبد بن عدی هادیا خریتا والخریت الما هربا لهادیة قد غمس یمین حلف فی آل العاص بن وائل، وهو علی دین کفار قریش فامناه فدفعا الیه راحلتیهما، ووعدها غار ثور بعد ثلاث لیل، فاتاهما برا حلتیهما، صبیحة لیل ثلاث، فارتحلا، وانطلق معهما عامر بن فهیره، والدلیل الدیلی فاخذهم طریق الساحل)) (22)

”حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم اور ابو بکر صدیق نے (ہجرت کرتے وقت) بنو دیل کے ایک مرد کو نوکر رکھا جو بنو عبد بن عدی کے خاندان سے تھا اور وہ بطور ماہر راہبر مزدوری پر رکھا تھا (حدیث میں لفظ) خیریت کے معنی راہبری میں ماہر کے ہیں۔ اس نے اپنا ہاتھ پانی وغیرہ میں ڈبو کر عاص بن وائل کے خاندان سے عہد کیا تھا اور وہ کفار قریش ہی کے دین پر تھا۔ لیکن آنحضرتؐ اور ابو بکرؓ کو اس پر بھروسہ تھا۔ اس لیے اپنی سواریاں انہوں نے اسے دے دیں اور غارِ ثور پر تین رات کے بعد اس سے ملنے کی تاکید کی تھی۔ وہ شخص تین راتوں کے گزرتے ہی صبح کو دونوں حضرات کی سواریاں لے کر وہاں حاضر ہو گیا۔ اس کے بعد یہ حضرات وہاں سے عامر بن فہیرہ اور اس ذیلی راہبر کو ساتھ لے کر چلے یہ شخص ساحل کے کنارے آپ کو لے کر چلا تھا۔“

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے متعلق ایک جزوی ذکر ہے کہ آپ اور حضرت ابو بکر صدیق نے شبِ ہجرت میں سفر شروع کرنے سے پہلے ایک ایسے شخص کو بطور راہبر مزدور مقرر فرمایا تھا جو کفار قریش کے دین پر تھا اور یہ بنو دیل میں سے تھا۔ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کو اس پر اعتماد تھا۔ اس لیے اپنی ہر دو سواریوں کو اس کے حوالہ کرتے ہوئے اس سے وعدہ لیا کہ وہ تین راتیں گزر جانے کے بعد دونوں سواریوں کو لے کر غارِ ثور پر چلا آئے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور آپ ہر دو نے سفر شروع کیا۔ یہ شخص بطور ایک ماہر راہبر کے تھا اور عامر بن فہیرہ کو ہر دو سواریوں کے لیے نگران کے طور پر مقرر کیا تھا۔ نبی کریمؐ نے اس شخص کو اس شرط پر مزدور مقرر کیا کہ وہ اپنا مقررہ کام تین راتیں گزرنے کے بعد انجام دے۔ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اگر ایک ماہ بعد یا ایک سال بعد کی شرط پر کسی کو مزدور رکھا جائے اور ہر دو فریق راضی ہوں تو ایسا معاملہ کرنا درست ہے اور ضرورت کے وقت کسی معتمد غیر مسلم کو بطور مزدور رکھ لینا

جائز ثابت ہوا۔ تمام فقہاء کے نزدیک اور صدرِ اول میں اجارہ جائز رہا ہے۔ البتہ الامم اور ”اسماعیل ابن علیہ“ نامی بزرگ اس کو درست نہیں سمجھتے تھے۔ جمہور کی دلیل قرآن کی یہ آیت مبارکہ ہیں:

{فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَارْضَعْنَ لَهُنَّ} (23)

”پھر اگر وہ بچے کو تمہارے کہنے سے دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اجرت دو۔“

اس آیت مبارکہ میں مطلقہ عورتوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر وہ سابقہ شوہر کی اولاد کو دودھ پلاتی ہیں تو ان کو اجرت دینا لازم قرار دیا گیا ہے کیونکہ طلاق کے بعد عورت کو اختیار ہے کہ خواہ دودھ پلائے یا نہ پلائے لیکن اول دفعہ کا دودھ پلانا اس پر لازم ہے کیونکہ اسی دودھ سے بچے کی زندگی مشروط ہوتی ہے لیکن اگر بعد ازاں وہ دودھ پلاتی ہے تو ماں باپ کے درمیان جو اجرت طے ہو جائے وہ ادا کرنی چاہیے۔

پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُزَنِي ثَمَنِي حِجَّاجٍ فَإِنْ أَتَمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ} (24)

”انہوں نے (موسیٰ سے) کہا کہ میں چاہتا ہوں اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح (اس شرط پر) کہ تم آٹھ برس میری خدمت کرو اور اگر دس سال پورے کرو تو تمہاری طرف سے (احسان) ہے اور میں تم پر تکلیف ڈالنی نہیں چاہتا مجھے انشاء اللہ نیک لوگوں میں پاؤں گے۔“

اس آیت مبارکہ میں حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰؑ سے ایک باہمی معاہدہ طے کیا جس کے مطابق ”اگر آپ پسند فرمائیں تو میں اس مہر پر ان دو بچیوں میں سے ایک کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیتا ہوں کہ آپ آٹھ سال تک ہماری بکریاں چرائیں ان دونوں کا نام صفور اور لیا تھا یا صفور اور شرفا جس کو لیا بھی کہتے تھے اصحاب ابی حنیفہ نے اسی سے استدلال کیا ہے کہ جب کوئی شخص اس طرح کی بیع کرے کہ ان دو غلاموں میں سے ایک کو ایک سو کے بدلے فروخت کرتا ہوں اور خریدار منظور کرے تو یہ بیع ثابت اور صحیح ہے۔ اس بزرگ نے کہا آٹھ سال تو ضروری ہیں ہاں اس کے بعد کے دو سال کا آپ کو اختیار ہے اگر آپ اپنی خوشی سے دو سال اور بھی میرا کام کریں تو اچھا ہے ورنہ آپ پر لازمی نہیں آپ دیکھیں گے کہ میں برآمدی نہیں ہوں۔ آپ کو تکلیف نہیں دوں گا۔ امام اوزاعیؒ نے اس سے استدلال کر کے فرمایا ہے کہ ”اگر کوئی کہے میں فلاں چیز کو نقد دس پر اور ادھار بیس پر بیچتا ہوں تو یہ بیع صحیح ہے اور خریدار کو اختیار ہے کہ دس پر نقد یا بیس پر ادھار لے لے وہ اس حدیث کا بھی یہی مطلب لے رہے ہیں۔ جس میں ہے جو شخص دو بیع ایک بیع میں کرے اس کے لیے کمی والی بیع بیع ہے ورنہ سود۔“ (25) لیکن یہ مذہب غور طلب ہے جس کی تفصیل کا یہ مقام نہیں۔ واللہ اعلم۔ اصحاب امام احمد بن حنبلؒ نے اس آیت سے استدلال کر کے کہا ہے کہ کھانے پینے اور کپڑے پر کسی کو مزدوری اور کام کاج پر لگا لینا درست ہے اس کی دلیل ابن ماجہ کی ایک حدیث بھی ہے ”جو اس بات میں ہے کہ مزدور مقرر کرنا اس مزدوری پر کہ وہ پیٹ بھر کر کھانا کھالیا کرے گا“ اس حدیث میں لائے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورہ طس کی تلاوت کی جب حضرت موسیٰؑ کے ذکر تک پہنچے تو فرمانے لگے موسیٰؑ نے اپنے پیٹ کے بھرنے اور اپنی شرمگاہ کو بچانے کے لیے آٹھ سال یا دس سال کے لیے اپنے آپ کو ملازم کر لیا۔ (26)

متذکرہ بالا آیاتِ مبارکہ میں اجارہ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا ذکر قرآن و سنت میں موجود ہے جیسا کہ حدیثِ عائشہؓ میں نبی پاک ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ نے نبی دیل کے ایک آدمی کو بطور ہوشیار رہبرِ اجرت پر رکھا اور اُس سے باہمی معاہدہ طے کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاہدہ کی بنا پر ہونے والا اجارہ جائز ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے:

- کسی غیر مسلم کو بطور مزدور رکھ لینا جائز ہے۔
- وقت مقررہ سے پہلے اجرت کا معاملہ طے کرنا بھی درست ہے۔

غلام کی بیع:

غلام کی بیع میں نقص ہونے کی صورت میں اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

((ان رجلا ابتاع غلاما فاقام عنده ماشاء الله ان يقيم ثم وجد به عيبا فخاصمه الى النبي ﷺ فرده عليه، فقال الرجل: يا رسول الله ﷺ! قد استغل غلامي، فقال رسول الله ﷺ الخراج بالضمنا)) (27)

(قال ابوداؤد: هذا اسناد ليس بذالك)

”ایک شخص نے غلام خریدا، پھر جب تک اللہ نے چاہا ہو اس کے پاس رہا۔ بعد ازاں اسے غلام کے کسی عیب کی خبر ہوئی تو وہ اس کا معاملہ نبی پاک کے پاس لے گیا۔ آپ نے اسے بیچنے والے کو واپس کر دیا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے میرے غلام کی آمدنی بھی لی ہے رسول اللہؐ نے فرمایا: آمدنی کا وہی حق دار ہے جو ضامن ہو۔“ امام ابوداؤد فرماتے ہیں اس کی سند معیاری نہیں ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ میں غلام کے عیب کا ذکر کیا گیا ہے حدیثِ عائشہؓ میں ایک شخص نے ایک غلام خریدا بعد ازاں اسے غلام کے عیب کا علم ہوا وہ یہ معاملہ لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس گیا آپ ﷺ نے اُسے سابقہ مالک کے حوالے کر دیا تو مالک نے کہا کہ اتنے دن اس نے میرے غلام کی آمدنی بھی لی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”الخراج بالضمنا“ آمدنی کا حق دار وہی ہے جو ضامن ہو۔ اس مدت میں اگر اس کے کسی عیب سے واقف ہوا اور اسے واپس کیا تو صرف غلام واپس ہو گا اس کی کمائی نہیں کیونکہ بالفرض اگر ان دنوں غلام مر جاتا تو یہ نقصان خریدار ہی کا ہوتا۔ البتہ سامان میں کوئی نقص طاری ہوا ہے تو اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو نقص قیمت پر طاری ہو گا یا بدن پر یا جان پر۔ قیمت میں نقص بازار بدل جانے سے ہو سکتا ہے اور یہ نقص عیب کی وجہ سے مسترد کرنے میں مؤثر نہیں ہے البتہ بدن میں واقعہ نقص اگر معمولی ہے اور قیمت پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑا ہے تو عیب کی بنا پر مسترد کرنے میں اس کا کوئی اثر نہ ہو گا اس کا حکم نقص میں واقع نہ ہونے کا حکم ہے یہ مسلک مالکی کا خلاصہ ہے۔

■ بدن پر طاری ہونے والا نقص اگر قیمت پر اثر انداز ہوا ہے تو اس میں علما کے تین مختلف اقوال ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اسے صرف عیب کی قیمت واپس کرنے کا اختیار ہے اور اس کے علاوہ اسے کوئی اختیار حاصل نہیں ہے جب کہ فروخت کنندہ واپس لینے سے منع کر دے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اسے مسترد کرنے کا اختیار حاصل ہے اور عیب کی وہ مقدار واپس کرے گا جو اس کے ہاں واقع

ہوئی۔ یہ امام شافعیؒ کا اولین قول ہے۔ تیسرا قول امام مالکؒ کا ہے کہ خریدار کو اختیار ہے کہ سامان اپنے پاس رکھے یا فروخت کنندہ کو واپس کر دے اور جو عیب اس کے ہاں واقع ہوا ہے اس کی قیمت ادا کر دے اور اگر خریدار اور بائع میں اختلاف ہو جائے بائع کہے کہ میں سامان لوں گا اور تم عیب کی قیمت ادا کرو جب کہ خریدار کا دعویٰ ہو کہ سامان میں رکھوں گا اور جو عیب تمہارے ہاں واقع ہوا ہے اس کی قیمت تم ادا کرو تو خریدار کی بات مانی جائے گی اور اختیار اسی کو حاصل رہے گا کیونکہ علما کا اجماع ہے کہ خریدار کے ہاں سامان میں کوئی نقص نہیں نکلا تو اسے بس رد کرنے کا اختیار ہے۔ یہ استصحاب واجب ہو گیا ہے۔ اگرچہ خریدار کے پاس کوئی عیب نکلا ہے اور اُس نے عیب کی قیمت ادا کر دی۔

■ مسلک مالکی کا ایک قول یہ بھی ہے کہ بات فروخت کنندہ کی مانی جائے گی کیونکہ خریدار کو بس یہ اختیار حاصل ہے کہ یا تو سامان رکھ لے یا اسے رد کرے اور جو نقص واقع ہوا ہے اُسے بھی واپس کر دے ابو محمد بن حزم کی شاذ رائے ہے۔

■ نفس و قلب میں جو عیب واقع ہو جائے جیسے غلام کا بھاگ جانا، چوری کرنا تو مسلک مالکی کا ایک قول یہ ہے کہ بدنی عیب کی طرح یہ بھی حق رد کو فوت کر دیتا ہے اور دوسرا قول نفی میں ہے۔ البتہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ خریدار کے ہاں واقع عیب اگر ختم ہو جائے تو رد کرنے میں اس کو کوئی اثر نہیں ہے الا یہ کہ اس کے انجام سے اندیشہ ہو۔

■ غلام یا لونڈی کی بیع میں ایک اختلافی مسئلہ یہ ہے کہ اگر خریدار باندی سے ہمستری کر لے تو امام ابو حنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ اسے واپس کرنے کا حق نہیں ہو گا البتہ اگر کوئی عیب ہے تو اس کی قیمت اسے واپس مل جائے گی۔ خواہ باندی کنواری ہو یا شوہر آشنا، امام شافعیؒ کے نزدیک اگر باندی کنواری ہے تو وطی کی قیمت ادا کرے گا اور شوہر آشنا ہے تو اس کی قیمت نہیں دے گا۔ امام مالکؒ کہتے ہیں کہ شوہر آشنا سے ہم بستری کرنے میں کچھ واجب نہیں ہوتا کیونکہ یہ وہ نفع ہے جو تاوان دے کر حاصل ہوا ہے۔ البتہ کنواری باندی میں یہ عیب شمار ہو گا اور خریدار کو اس میں اختیار حاصل ہو گا اسی طرح کا ایک قول امام شافعیؒ سے بھی مروی ہے اگر سامان میں اضافہ ہو جائے یعنی اُسے ظہور میں آیا ہو اور اس سے الگ ہو تو اس میں علما کے مختلف اقوال ہیں۔ امام شافعیؒ کی رائے ہے کہ رد کرنے میں یہ اضافہ موثر نہیں ہے اور یہ اضافہ خریدار کا مانا جائے گا کیونکہ درج ذیل حدیث عام ہے۔ الخراج بالضممان ”خراج تاوان سے ہے“ امام مالکؒ نے اس سے لڑکے کو مستثنیٰ کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ لڑکا فروخت کنندہ کو واپس کر دیا جائے گا اور خریدار کو اختیار ہو گا کہ زائد کو واپس کر دے یا اپنے پاس رکھے۔ امام ابو حنیفہؒ کی رائے ہے کہ تمام اضافے رد کو منع کرتے ہیں اور عیب کی دیت واجب کرتے ہیں سوائے غلہ اور آمدنی کے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ فروخت کنندہ سے جو ولادت ہوئی ہے وہ بھی عقد میں داخل ہے چونکہ اس نے اصل کو مسترد نہیں کیا اور نہ اس سے نوزائیدہ کو وہ ایک قسم کا فوت ہے جو عیب کی دیت کو واجب کرتا ہے۔ سوائے خراج اور غلہ کے کیونکہ انہیں شرع نے منصوص کیا ہے۔ سامان میں کوئی ایسا اضافہ ہو جائے جو اس سے الگ نہ ہو تو اگر اس اضافے کی نوعیت کپڑے کی رنگائی اور کڑھائی کی ہے تو مسلک مالکی میں اختیار واجب ہے کہ وہ سامان کو رکھ لے اور عیب کی قیمت واپس کر دے یا اسے رد کر دے اور اضافہ کی قیمت میں وہ بائع کا شریک بن جائے۔⁽²⁸⁾

الغرض رسول اللہ ﷺ نے ایسی بیع سے منع فرمایا ہے جس میں خریدار یا بیچنے والے کی طرف سے کوئی ایسی شرط عائد کر دی جائے جو تقاضہ

عہد کے خلاف ہو۔ عصر حاضر میں غلام یا لونڈی کا تصور تقریباً ناپید ہو چکا ہے لیکن یہ شرعی حکم اپنی جگہ موجود ہے اگر کسی ملک سے جنگ کی صورت میں اسیران کو قید کر لیا جائے تو ان پر غلام یا لونڈی کا اصول لاگو ہو جائے گا۔

عصر حاضر میں اجارہ سے متعلق جدید مسائل کا جائزہ

موجودہ دور میں زمانہ اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ مسائل کی نوعیت نے ایک نئی شکل اختیار کر لی ہے۔ شریعتِ اسلامیہ ایک مکمل شریعت ہے اس لیے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اجارہ سے متعلق ایسے مسائل کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ لوگ ان مسائل کو سمجھنے میں آسانی محسوس کریں اور انہیں مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے اور ان مسائل کو مفتیانِ کرام نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں واضح کر دیا ہے کہ اجارہ کی کون سی شکل جائز ہے اور کون سی ناجائز۔ ذیل میں اجارہ سے متعلق جدید مسائل کو پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ دینی کاموں پر اجرت

۲۔ تعویذ کی اجرت

۳۔ ناجائز کاموں کی ملازمت

۴۔ تعطیلات اور رخصتوں کی اجرت

۵۔ ریلوے بس ٹکٹ کی حیثیت

۶۔ کمیشن ایجنٹ

۷۔ جعلی سرٹیفکیٹ پر ملازمت اور آمدنی

۸۔ تعمیری معاہدات میں اخراجات کا بڑھنا

۹۔ غیر اسلامی ملک میں کلیدی عہدہ ہلدیہ کی ملازمت

۱۰۔ چائلڈ لیبر

دینی کاموں پر اجرت:

عصر حاضر میں ایک اہم مسئلہ دینی کاموں میں اجرت کا ہے۔ ان میں قرآن مجید اور علوم دینیہ کی تعلیم، امامت و اذان شامل ہے۔ اخلاص اور ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا میں دینی کاموں کی انجام دہی پر کسی قسم کی اجرت نہ لی جائے۔ اس سلسلہ میں نصوص اور کتاب و سنت کی تصریحات بھی مختلف ہیں۔ قرآن پاک کی تعلیم و تدریس پر اجرت لینے میں علما کا اختلاف ہے۔ اسی بنا پر امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک تعلیم قرآن پر اجرت لی جاسکتی ہے جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اجرت لینا درست نہ ہوگا اور نہ اسی قسم کا اجارہ ہی صحیح ہوگا۔ لیکن بعد ازاں اہل تخریج و ترجیح گزرے انہوں نے تعلیم قرآن پر اجرت کے جائز ہونے کا فتویٰ ضرورتاً دے دیا اور پھر اذان و اقامت پر اجرت کو جائز قرار دیا کیونکہ تعلیم قرآن پر اجرت کے جائز ہونے کی جو منصوص دلیلیں اور نظیریں ہیں وہ بھی بہت قوی ہیں اور منشا دین سے قریب ہیں۔

امام بیہقی کی رائے کے مطابق:

(احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ) (29)

”جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے زیادہ اجرت کا حق دار قرآن مجید ہے۔“

احناف کے یہاں ناجائز ہونے کے باوجود چونکہ ضرورتاً اس کی اجازت دی گئی ہے۔ اس لیے ان ہی امور میں اجرت لینا درست ہوگی۔ جیسا کہ عصر حاضر میں انٹرنیٹ کے جدید طریقوں کا استعمال ہو گیا ہے اور قرآن کی تدریس بذریعہ انٹرنیٹ کا رواج عام ہے وہ لوگ جو بیرون ملک مقیم ہیں وہ اپنے بچوں کو online قرآن پڑھاتے ہیں اور لوگ بذریعہ انٹرنیٹ دین کی اہم خدمت سرانجام دے رہے ہیں تو معقول معاوضہ کے پیش نظر وہ اسی کام کو اپنی اولین ترجیح سمجھتے ہیں اس لیے عصر حاضر کے تناظر میں دینی کاموں کو بطور پیشہ اپنانا جائز ہے۔

تعویذ کی اجرت:

تعویذ کی حیثیت چونکہ علاج کی ہے اس لیے فقہانے تعویذ پر لی جانے والی اجرت کو جائز اور صحیح قرار دیا ہے اس کے جواز کے لیے اس حدیث کو بھی دلیل بنایا ہے:

((ان احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ)) (30)

”اجرت کے لیے سب سے زیادہ مناسب کتاب اللہ ہے۔“

لیکن ابن شہاب زہریؒ اور بعض فقہانے اس کو تعلیم قرآن مجید پر اجرت حاصل کرنا قرار دیا اور تعویذ پر حاصل ہونے والی اجرت کو ناجائز کہا ہے اس لیے اس سے بچنا بہتر ہے۔ (31)

ناجائز کاموں کی ملازمت:

ہر وہ کام جو خلاف شرع ہو تو ایسی جگہوں پر ملازمت اور تعاون بھی درست نہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے شراب پینے والے کی طرح شراب نچوڑنے والے، پینے والے، اٹھانے والے، وہ جس کے لیے اٹھا کر لے جائی جائے، پلانے، فروخت کرنے والے، اس کی قیمت کھانے والے، خریدنے والے اور وہ جس کے لیے خریدی جائے ان سب پر آپ نے لعنت فرمائی ہے۔ (32)

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں ہر وہ کام جو حرام کے زمرے میں آتا ہے ناجائز ہے اس لیے بینک، انشورنس، شراب خانوں، قحبہ خانوں کی ایسی ملازمت جائز نہیں ہوگی جس میں آدمی سود، قمار، شراب یا قحبہ کے کاروبار کا ذریعہ بنے اس کی طرف لوگوں کو دعوت دے، سود کے حساب کتاب لکھے البتہ چیز اسی کی ملازمت کی جاسکتی ہے کیونکہ اس کا براہ راست اس کاروبار سے کوئی تعلق نہیں البتہ جو لوگ براہ راست ایسے ذرائع سے کمائے جو کہ حرام ہے تو اس سے حاصل ہونے والی آمدنی یا اجرت کا شمار بھی حرام کے زمرے میں ہوگا۔

تعطیلات اور رخصتوں کی اجرت (تخوابیں):

عصر حاضر میں تعلیمی اداروں اور مدرسین میں سالانہ نوکے آغاز کے ساتھ ہی تعطیلات کے کیلنڈر کا اجرا ہو جاتا ہے۔ تو کیا اسلامی نقطہ نظر سے

ایامِ تعطیلات کی تنخواہیں دینا جائز ہے؟ اس بارے میں علامہ ابنِ نجیم نے ”العادہ محکمۃ“ کے اصول کے تحت جائز رکھا ہے۔ یہی رائے علامہ شامیؒ اور فقیہ ابواللیثؒ کی بھی ہے۔ فرماتے ہیں:

(حيث كانت البطالة معروفة في يوم الثلاثاء والجمعة وفي رمضان والعیدین یحل الاخذ وكذا لو بطل في غیر معتاد لتحریر درس الاذائنص الواقف على تقیید الدفع بالیوم الاى یدرس فيه قال الفضیه ابواللیث ان یأخذ الاجرمین طلبه العلم في یوم لادرس فيه ارجوان یكون جائزا) (33)

”جہاں منگل اور جمعہ کو نیز رمضان کی اور عیدین میں تعطیل رہا کرتی ہو ان دنوں کی تنخواہ لینا حلال ہے ایسے ہی اگر خلافِ عادت کسی دن درسِ قلم بند کرنے کے لیے فرصت دے دی تو بھی تنخواہ لے سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ وقف کرنے والا صرف ان ہی ایام کی تنخواہ دینے کی قید لگا دے جس میں درس ہوا کرے فقیہ ابواللیثؒ نے کہا ہے کہ اگر استاد طلبہ سے ایسے دن کی اجرت بھی لے جس میں درس نہ دیا ہو تو امید ہے کہ یہ جائز ہوگا۔“

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدرسہ کی انتظامیہ کی حیثیت عوام کی طرف سے وکیل اور نمائندہ کی ہوتی ہے اور مدرسین بالواسطہ عوام کے اجیر ہوتے ہیں۔ اس طرح چندہ دینے والے عام لوگ مدرسین کے لیے جتنے دنوں کی رخصت یا تنخواہ اور عام تعطیل کو گوارہ کریں اتنے دنوں اساتذہ کے لیے اس کا حق حاصل ہے۔ ان حالات میں دراصل عرف و عادت کا اعتبار ہے اور عرف یہ ہے کہ سکول و مدرسہ کی تعطیلات عموماً مشہور ہے اور با تنخواہ اتفاقی اور مرض کی وجہ سے رخصت کا ضابطہ بھی عام ہے۔ اس کے باوجود عام مسلمان مدرسوں کا تعاون کرتے ہیں اس پر اعتراض نہیں کرتے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انہیں یہ رخصتیں اور تعطیلات گوارہ ہیں لہذا ان ایام کی تنخواہیں لینا اور دینا جائز ہوگا۔ ریلوے، بس ٹکٹ کی حیثیت:

آج کل ایک شہر سے دوسرے شہر کے سفر کے لیے جدید ذرائع کا استعمال ہو رہا ہے جس میں ریلوے، ہوائی جہاز اور بس وغیرہ شامل ہیں اور بذریعہ ٹکٹ سفر کیا جاتا ہے۔ ریلوے اور بس ٹکٹ کی حیثیت اجارہ کی وثیقہ کی ہے گویا یہ ٹکٹ سفر کا اجازت نامہ ہے۔ جو رقم کے عوض حاصل کیا جاتا ہے۔ عام اجارہ اور اس میں صرف اس قدر فرق ہے کہ یہاں اجرت یعنی کرایہ پہلے وصول کیا جاتا ہے تاکہ نظم میں سہولت ہو۔ بس اور ریلوے میں اصل مالک اور آجر حکومت ہوتی ہے۔ مسافروں کی حیثیت کرایہ داروں اور مستاجروں کی ہے۔ ٹکٹ دینے والے حکومت کے وکیل ہوتے ہیں اگر حکومت نے بلا ٹکٹ سفر کی اجازت نہیں دی ہے تو اب کسی بھی صورت بلا ٹکٹ سفر کرنا درست نہیں ہے۔ چاہے ریلوے اور بس کے سرکاری عہدہ دار بلا ٹکٹ چلنے کی اجازت ہی کیوں نہ دے دیں اس لیے ٹکٹ کے بغیر سفر شرعی طور پر ناجائز ہوگا۔ کمیشن ایجنٹ:

کمیشن ایجنٹ کا کاروبار ان دنوں کافی بڑھ گیا ہے۔ کاروبار بنیادی طور پر دونوعیت کا ہوتا ہے کبھی تو ایجنٹ ایک سے مال خرید کر دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ اصول یاد رکھنا چاہیے بیچنے کے لیے اس چیز کا دسترس میں ہونا ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ

نے قبضہ کرنے سے پہلے ہی اس کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ منتقل ہونے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائی جانے والی اشیاء پہلے اپنی تحویل میں لے لی جائیں اب اس کا نفع کے ساتھ فروخت کرنا درست ہے البتہ اگر وہ خریدار سے کہے اپنی لاری لا کر مرکز سے سامان حاصل کر لو اور خود جا کر سامان کو علیحدہ نہ کرائے تو چونکہ یہ قبضہ سے پہلے فروخت کرنا ہے تو ایجنٹ کا یہ کاروبار درست نہ ہوگا اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایجنٹ صرف خریدار تیار کرتا ہے اور اس ترغیب کے عوض اس کو تاجر کچھ فی صد نفع دیتے ہیں یہ صورت بھی جائز ہوگی اس لیے کہ یہ اس کی محنت اور ترغیب کی اجرت ہے۔ جس کے جائز نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

جعلی سرٹیفکیٹ پر ملازمت اور آمدنی:

موجودہ دور میں فریب اور جعل سازی اس قدر عام ہو گئی ہے کہ تعلیمی اسناد کی خرید و فروخت ہوتی ہے اور جعلی سرٹیفکیٹ بھی ایک کاروبار بن گیا ہے۔ اگر کوئی شخص اس بنا پر ملازمت حاصل کر لے تو گویا اس کی یہ جعل سازی گناہ کبیرہ ہے اور وہ جھوٹ اور دھوکہ دہی کے دوہرے گناہ کا مرتکب ہے مگر اس کی کمائی ہوئی آمدنی حلال و جائز ہے کہ یہ اس کی محنت کی اجرت ہے۔

تعمیری معاہدات میں اخراجات کا بڑھنا:

موجودہ دور میں تعمیری کاموں کی تکمیل کے لیے تعمیری معاہدات کا رواج عام ہے اس میں کچھ رقم کے حساب سے معاملہ طے پاتا ہے بعض اوقات تعمیری سامان میں اچانک غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے اس سلسلہ میں فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ بنیادی طور پر ”اجارہ“ ہے اجارہ ایک ”لازمی معاملہ“ ہے جس سے عام حالات میں ایک طرفہ طور پر سبکدوش نہیں ہوا جاسکتا البتہ اغدار کی بنا پر اجارہ کا معاملہ ختم کیا جاسکتا ہے۔

(ولو ادعی رجل انها بغبن فاحش فان اخبر القاضی ذو خبرۃ انها کذا لک فسخها و تقبل الزیادۃ) (34)
 ”اگر کوئی شخص دعوی کرے کہ اس معاملہ میں بہت زیادہ خسارہ ہے تو اگر قاضی کو کوئی ماہر آدمی بتلائے کہ معاملہ ایسا ہی ہے تو وہ اسے ختم کر دے گا اور اجرت کی زیادتی قابل قبول ہوگی۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر معاہدہ کی تکمیل میں اتنا زیادہ خسارہ ہو تو ٹھیکیدار اس معاہدے کو ختم کر سکتا ہے اور اگر تبدیل شدہ قیمتوں کے تناسب سے مالک اجرت میں اضافہ کے لیے تیار ہو تب تو معاملہ کو باقی رکھنا ہوگا اور اگر اس کے لیے تیار نہ ہو تو معاملہ فسخ کیا جائے گا۔

غیر اسلامی ملک میں کلیدی عہدہ عدلیہ کی ملازمت:

ایک غیر اسلامی مملکت کے کلیدی عہدوں، صداقت، وزارت، تحفظ و دفاع، عدلیہ اور رکنیت پارلیمنٹ وغیرہ پر فائز ہونا جائز ہوگا یا نہیں؟ جب کہ ایک سیکولر اور غیر مذہبی ریاست ہونے کے لحاظ سے اسے اسلامی قانون اور مخصوص احکام کے خلاف فیصلوں میں شریک ہونا اور اس کی تنقید کا ذریعہ بننا پڑے گا۔ اصولی طور پر ظاہر ہے کہ یہ بات جائز نہ ہوگی لیکن اس کی دلیل حضرت یوسفؑ کا فرعون مصر کے خزانے کی وزارت کی ذمہ داری قبول کرنا، بلکہ اس کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے چنانچہ فقہاء کے یہاں بھی ایسی نظیریں موجود ہیں مثلاً یہ کہ زکوٰۃ کی تقسیم کا

کام ایسے شخص کو لے لینا باعثِ اجر قرار دیا جو عدل کے ساتھ اس کام کو کر سکتا ہو تاکہ ظلم سے تحفظ ہو سکے۔ اگر غیر مسلم ریاست میں مسلمان ایسی ملازمتوں سے یکسر کنارہ کش اور سبکدوش ہو جائیں تو اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ مسلمان اس مملکت میں سیاسی اعتبار سے مفلوج، تہذیبی اور مذہبی لحاظ سے مجبور اور اچھوت شہری بن کر رہ جائیں گے۔ اس لیے اس عظیم تر مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے عہدوں کو بھی قبول کیا جائے گا بلکہ مصلحتاً ان کے حصول کی سعی کی جائے گی البتہ دل میں اس ”غیر اسلامی نظام“ کی طرف سے ایک چھین، اس پر بے اطمینانی اور اسلام کی بالاتری کا احساس تازہ رہنا چاہیے اور موجودہ حالات کو ایک ”مجبوری“ کے طور پر گوارا کرتے رہنا چاہیے۔

چائلڈ لیبر:

عصرِ حاضر میں چائلڈ لیبر ایک اہم مسئلہ ہے۔ جو موجودہ حالات میں بڑی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اس سلسلہ میں اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ نابالغ بچوں کو کسبِ معاش پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ نان و نفقہ کی ذمہ داری والد پر ہوتی ہے اور اگر وہ کمانے کے قابل نہ ہو تو قرض لے کر نفقہ ادا کرے گا تاکہ ان کی بنیادی اور ثانوی ضروریات پوری ہو۔ اسی طرح بالغ ہونے کے بعد بھی جب تک اولاد طلبِ علم میں مشغول رہیں تو بھی ان کا نفقہ باپ کے ذمہ رہے گا اور یہ ان کی اولین ذمہ داریوں میں سے ہے۔ اسلام بنیادی طور پر بچہ مزدوری کے خلاف ہے کہ بچوں کو تعلیم و تربیت کی بجائے مزدوری میں لگایا جائے اور اس طرح اس کے مستقبل کو ضائع کر کے رکھ دیا جائے البتہ مجبوری کی صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ بیع و شر اور اجارہ سے متعلق قرآن و حدیث میں واضح احکامات موجود ہیں اور کوئی بھی کونہ تشنہ تکمیل نہیں کہ جس کے بارے میں واضح ہدایات موجود نہ ہوں۔ اگر ان معاملات کو اسلامی تناظر کی رو سے طے کیا جائے تو کار و بار دین دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے ان معاملات میں نیک نیتی اور امانت داری کو واضح مقام حاصل ہے۔ اس سے نہ صرف دنیاوی زندگی پر سکون گزرے گی بلکہ آخری زندگی میں اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی نعمتوں سے مالا مال کر دے گا۔

حوالہ جات

- 1- قدوری، امام ابوالحسن، مختصر قدوری، مطبع دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ص 100
- 2- شعرانی، سید عبدالوہاب، المیزان الکبریٰ، مطبع مصطفیٰ البانی واولادہ، مصر، 1359، ج 2، ص 106
- 3- بیہقی، علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، مطبع دارالکتب العربیہ، بیروت، 1402، ج 4، ص 101
- 4- بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب فی الاجارات، باب اثم من منع اجر الاجیر، رقم الحدیث: 2270
- 5- صارم، مولانا فاروق اصغر، قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہی احکام و مسائل، ج 2، ص 117
- 6- الکہف: 77: 18
- 7- بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاداب، باب ما ینہی من السباب واللعن، رقم الحدیث: 6050
- 8- ایضاً، رقم الحدیث: 6065

- 9۔ حنبل، امام احمد، مسند امام بن حنبل، مسند الثمینی، رقم الحدیث: 17980
- 10۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب کسب الرجل، و عملہ بیدہ، رقم الحدیث: 2070
- 11۔ پیشی، علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، ج 4، ص 174
- 12۔ ایضاً، ج 4، ص 175
- 13۔ علامہ ہام، مولانا شیخ نظام، الفتاویٰ الہندیہ، ج 4، ص 413
- 14۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب فی الاجارات، باب اثم من منع اجر الاجیر، رقم الحدیث: 2270
- 15۔ ماوردی، قاضی ابوالحسن، الحکام السلطانیہ، ص 399
- 16۔ مرغینانی، ابوالحسن علی ابن بکر، الہدایہ، مطبع: مکتبہ امدادیہ، ملتان، سن 3، ج 3، ص 285
- 17۔ علامہ ہام، الفتاویٰ الہندیہ، ج 3، ص 285
- 18۔ مرغینانی، ابوالحسن برہان الدین، ہدایہ، ج 2، ص 220
- 19۔ ایضاً، ج 3، ص 285
- 20۔ علامہ ہام، الفتاویٰ الہندیہ، ج 4، ص 41
- 21۔ امام احمد، مسند امام احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل، کتاب مسند عائشہ، رقم الحدیث: 26483
- 22۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب فی الاجارات، باب استیجار المشرکین عند الضرورة واذاللم یوجد اهل الاسلام، رقم الحدیث: 2663
- 23۔ الطلاق 6:65
- 24۔ القصص 27:28
- 25۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب البیوع، باب فیمن باع ببعیتین فی بیعۃ، رقم الحدیث: 3461
- 26۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی، السنن، کتاب الزہون، باب اجارۃ الاجیر علی طعام بطنہ، رقم الحدیث: 2444
- 27۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الاجارہ، باب فیمن اشتری عبدا فاستعملہ ثم وجدہ عبثاً، رقم الحدیث: 3515
- 28۔ قرطبی، علامہ ابن رشد، ہدایۃ المحدث، مطبع دار لکتب العربی، قاہرہ، 1387، ج 2، ص 842-840
- 29۔ شعرائی، سید عبدالوہاب، المیزان الکبری، ج 2، ص 109
- 30۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب الشرط، فی الترقیۃ بقطع، رقم الحدیث: 5732
- 31۔ عینی بدر الدین محمود بن احمد، عمدۃ القاری، مطبع ادارہ المنیر، 1348، ج 5، ص 647
- 32۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن قزوینی، السنن، کتاب الاشریہ، باب لعنت الخمر علی عشرة اوجہ، رقم الحدیث: 3380
- 33۔ ابن عابدین شامی، علامہ سید محمد امین، رد المختار، مطبع عثمانیہ استنبول، 1327، ج 3، ص 38
- 34۔ حصکفی، علاؤ الدین، در مختار علی ہامش الرد، مطبع عثمانیہ استنبول، 1327، ج 5، ص 5

References:

1. Qadwari, Imam Abu-al-Hassan, Mukhtasar qadwary, matba Dar-ul-Kutab Al ilmia, Beruit, Sunn nidard, Labnan, P 100
2. Shairani, Syed Abdul wahab, Almaizani ul kubra, Matba, Mustafa Albabi we, Aulada, Miser, 1359, Book 2, P 106
3. Hasmi, Ali bin Abi Bakar, Majma Al zawahaid, matba Dar-ul-Kutab Alararabia, Beruit, 1402, P 10
4. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, Aljamia-alSahi, kitab fi Alajara, Chapter Ism min manha Ajar Alajeer
5. Saram, Matana Farooq, Asghar, Quran o Hadees ki Roshani mai, Fiqhi Ahqam o masail, book 2, P
6. AlKaaf, 18:17
7. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al Jamia-al-sahi, Kitab ul Adaab, Chapter Maynha min alsabaab w alhan, 6050
8. Ibid: 6050
9. Hambal, Imam Ahmad , Masnad Imam Ahmad bin Hanbal, Masnad al Saameen, 17980
10. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al Jamia-al-sahi, Kitab al baue, chapter Kasaab al Rajal wa amalahu Beeydao, 2070
11. Hasmi, Ali bin Abi Bakar, Majma-Al- Zawahaid, book 4, P 174
12. Ibid, book 4, P 175
13. Allama Haman, Molana Sheikh Nizam, Alfatwa Al hindia, book 4, P 413
14. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al Jamia-al-sahi, Kitab fi Alijarrat, chapter Ism min manha ajar alljeer, 2270
15. Morwardi, Qazi Abu-al-Hassa, Al Hakan-ul-Sultania, P 399
16. Marginani, Abu-al-Hussain Ali ibn Bakar, Al Hadia, Matba Maktaba imdadia, Multan, Sunn nidard, book 3, P 285
17. Allama Hamam, Molana Sheikh Nizam, Al fatawa al Hindia, Book 3, P 285
18. Marginani, Abu-al-Hussain Ali ibn Bakar, Al Hadia, Book 2, P 220
19. Ibid, book 3, P 285
20. Allama Hamam, Molana Sheikh Nizam, Al fatawa al Hindia, Book 4, P 41
21. Hambal, Imam Ahmad , Masnad Imam Ahmad bin Hanbal, Masnad Aysha, 26483
22. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, kitab fiAlijara, chapter Istijaar al mushrikeen, 2663
23. Al Talaaq 63:6
24. Alqasas 28:27
25. Abu Dawood, Suleman bin Ashat, Al sunan, Kitab al Bayu, Chapter Fimanb oh ybeteen Fi bayeata, 3461
26. Ibn Maja, Abu Abdullah Muhammad bin Yazeed qazwin, Alsunan kitab Al rahoon, chapter ijara Alajeer Ala tuham batnahu, 244
27. Abu Dawood, Suleman bin Ashat, Al sunan, Kitab al Ijara, chapter Fimaan Ashtri, 3515
28. Qurtabi, Allama Ibne Rushd, Badia tul Mujtahid , Matba, Dar-ul-Kutab Alarabi Qaira, 1387, book 2, P 840-842
29. Shairani, Syed Abdul-wahab, Al mazan-ul-kibra, matba Mustafa albabi wa aulahu, miser, 1359, book 2, P 109
30. Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al Jamia-al-sahi, Kitab ul Tib, chapter Alsharat fi al

tarqiyath biqatabu, 5732

31. Aynee, Bader ul din mehmoood bin Ahmad, Umdaat-ul-qari, matba Idaraatul taba hathul munena, 1348, book 5, P 647
32. Abni- Maja, Abu Abdullah Muhammad bin Yazeed Qazwani, Al sunan, kitab-ul-Ashraba, chapter laant-ul-khamr Ala ashrata Awojahu, 3380
33. Ibne-Abideen Shami, Allama Syed Muhammad Ameen, Rad-ul-Mukhtar, matba Usmania Istanbul, 1327, book 3, P 38
34. Haskafi, Alud-bin-Dar-e-Mukhtar Ata Hamish al Raad, Matba usmania Istanbul, 11327, book 5, P 5